سوال

(06) تعویذ، گنڈا، فلیتہ، طشتری لکھنا

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تعویذ، گنڈا، فلیتہ، طشتری لکھنا

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

تعویذ، گنڈا، فلیتہ، طشتری لکھنے اوراس کا کاروبار کرنے کا جورواج مسلمانوں میں عام ہے بلاشبہ غلط اورمذموم ہے، اس کے ختم کرنے کی کوشش محمود ہے۔ اس لحاظ سے رسالہ ''تعویذگنڈا شرک ہے،، ایک مناسب کوشش ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ مناظرانہ روش پیدا ہوجانے کی وجہ سے افراط تفریط سے خالی نہیں ہے۔ مثلا: اپنے موافق جس دلیل پر مخالفین نے جو تنقید کی ہے اس کا جواب دینے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی اروجو دلیل یا قول اپنے خلاف معلوم ہوا، اس کی غلط یا صحیح پوری تنقید کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

ص 5 پر محمد بن اسحق عن عمرو بن شعیب عن ابیہ جدہ کے طریق سے جوروایت ابو داوٗد (کتاب الطب باب کیف الرقی (3897) 4 19۔ ترمذی (کتاب الدعوات باب: 94(3528) 5 341. کے حوالہ سے نقل کی گئی ہے اس روایت میں متعدد علتیں بیان کرکے اسے ناقابل التفات بتانے کی کوشش کی گی ہے: پہلی علت: یہ بیان کی گئی ہے کہ ''یہ روایت حسن بھی نہیں ہے، امام ترمذی اس روایت کو حسن بھی شمار نہیں کرتے بلکہ غریب کہتے ہیں،،۔

ہمارے نزدیک یہ تعلیل صحیح نہیں ہے اس رویت کے حسن ہونے میں شبہ نہیں، حسن کے ساتھ غریب کہنا اس کے حسن ہونے کے منافی نہیں ہے۔ اس کے رواۃ صحیح حدیث کے رواۃ سے کم درجہ کے ہیں اس لیے یہ حدیث سنداً حسن ہے، اور رواۃ کے تفرد کی وجہ سے سندا غریب ہے، یہ ایسا ہی ہے کہ بعض حدیثیں صحیح ہونے کے ساتھ غریب ہوتی ہیں۔ تفصیل مقدمہ مرعاۃ ص: 19اور ص: 22 میں ملاحظہ کی جائے۔ امام ابوداوٗد نے اس حدیث کے روایت کرنے کے بعد اس پر کچھ کلام نہیں کیا ہے، ان کا سکوت اختیار کرنا محدثین کے نذدیک اس بات کی علامت ہے کہ ان کے نذدیک یہ حدیث حسن اورقابل اسندلال واستناد ہے۔ علامہ احمد شاکر نے بھی شرح مسند احمد 10 222 میں اس حدیث کی سند کو صحیح بتایا ہے اور امام حاکم مستدرک 1 548 میں بطریق مذکور روایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ہذا حدیث صحیح الاسناد متصل فی موضع الخلاف،، یعنی: الاختلاف فی سماع شعیب عن جدہ

دوسری علت: یہ بیان کی گئی ہے کہ حدیث کے آخر میں یہ جملہ: ''کان عبداللہ بن عمرو یعلمہا من بلغ من ولدہ، ان یقولہا عند نومہ، ومن یعقل کتبہا لہ فعلقہا فی عنقہ،، (ابوداوٗد: 3893)۔ حدیث کے الفاظ نہیں بلکہ راوی کی طرف سے یہ ایک مدرج جملہ ہے۔ بلاشبہ حدیث مرفوع صرف اسی قدر ہے کہ آں حضرت ﷺ ''فزع،، سے محفوظ رکھنے کےلیے

صحابہ کو سونے کے وقت دعا مذکور پڑھنے کی تلقین و تعلیم فرماتے تھے۔ رہ گیا راوی حدیث عبداللہ بن عمرو العاص کا اپنے چھوٹے لایعقل بچوں کے گلے میں دعاء مذکور کاکسی کاغذ پر لکھ کر بطور تعویذ کے لٹکانے کا فعل، تو یہ ان کا اپنا اجتہاد اور ذاتی فعل ہے، حدیث مرفوع نہیں ہے بلکہ موقوف ہے اور ان کا یہی فعل دلیل ہے ان لوگوں کی جو قرآنی آیت یا دعائے ماثورہ کا تعویذ باندھنے یا گلے میں لٹکانے کے جواز کے قائل ہیں۔

تیسری علت: خاص اس جملہ موقوفہ کے غیر محفوظ ہونے کی یہ بیان کی گئی ہے کہ خود عبداللہ بن عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہما) آں حضرت ﷺ سے تعویذ لٹکانے کی برائی کی حدیث روایت کرتے ہیں، پھر وہ اس کا خلاف کیسے کرسکتے ہیں۔ لیکن جو لوگ جواز کے قائل ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ حدیث ''ما ابالی ما اتیت، ان انا شربت تریاقا او تعلقت تمیمۃ، الخ میں تمیمہ سے مراد جاہلیت ہو اور اسی پر عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے حدیث کو محمول کیا ہو۔

چوتھی علت: اس روایت میں یہ بیان کی گئی ہے کہ اس کے دو راوی محمد بن اسحق اور عمرو بن شعیب پر ائمہ حدیث نے شدید جرح کی ہے پھر کچھ تفصیل کے ساتھ جارحین کے اقوال نقل کردیے گئے ہیں۔

ہمارے نزدیک یہ تعلیل لغو اور مہمل ہے۔ جارحین کے اقوال عدم واقفیت پر مبنی ہیں۔ محمد بن اسحق ثقہ ہیں، اور عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ یہ سلسلہ سند متصل اور حسن ہے۔ تفصیل مرعاۃ (1 2-189 38-277 نیز تحفۃ الاحوذی 2 20-69، 21-70-253 میں ملاحظہ کی جائے۔

اس حدیث کی سند میں اگر کوئی علت ہوسکتی ہے، تو صرف یہ ہے کہ محمد بن اسحق مدلس ہیں، اور انہوں نے اپنے شیخ عمرو بن شعیب سے سماع کی تصریح نہیں کی ہے، بلکہ عن کے ساتھ روایت کرتے ہیں اور اس حدیث کو عمرو بن شعیب سے روایت کرنے میں ان کا کوئی متابع نہیں معلوم ہوتا، لیکن اس کی علت کا متقضا یہ ہوگا کہ یہ پوری حدیث ہی (مرفوع اور موقوف) رد کردی جائے۔

پانچویں علت: یہ بیان کی گئی ہے کہ کسی صحابی سے بھی تعویذ باندھنے اور لٹکانے کا قول یا فعل ثابت نہیں۔ حدیث مذکور کے آخر میں عبداللہ بن عمرو کے مبینہ عمل کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ تعویذ باندھنے اور لٹکانے سے پرہیز کرنا ہی ٹھیک ہے، اگرچہ ان میں قرآنی آیات یا ادعیہ ماثورہ یا غیر ماثورہ، معلوم المعنی غیر شرکیہ وکفریہ کیوں نہ ہوں۔ احتیاط اور تقوی ٰ کا تقاضا یہی ہے۔ منع کی روایتیں مطلق ہیں اور پیشاب پائخانہ وغیرہ کی حالت میں تعویذ کے اتارنے کی پابندی نہیں ہوسکتی اور اس لیے بھی کہ بالعموم عوام کا تعویذ اور گنڈے وغیرہ کے بارے میں ایسا یقین اور اعتماد ہوتا ہے، جو توکل کے بالکل منافی بلکہ شرک کی سرحد تک پہنچ جاتا ہے۔

مصنف رسالہ جنوں کے کسی پر سوار ہونے اور اسے تکلیف پہنچانے کے قائل نہیں معلوم ہوتے چنانچہ ص: 10 پر لکھتے ہیں ''دراصل جنوں کا کسی پر سوار ہوجانا ایک سفید جھوٹ ہے چاہے لاکھوں آدمی اپنا چشم دید واقعہ کہہ کر ہی بیان کیوں نہ کریں،،۔

شاید مصنف رسالہ اللہ تعالی کے قول: الَّذينَ يَأكُلونَ الرِّبوٰا لا يَقومونَ إِلّا كَما يَقومُ الَّذى يَتَخَبَّطُهُ الشَّيطٰنُ مِنَ المَسِّ ... ۲۷۵ ... البقرۃ اور حدیث ابن عباس عندالبخاری: ''ألا أریک إمرأۃ من أھل الجنۃ، قلت: بلی، قال ہذہ المرأۃ السوداء أتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، فقالت: إنی أصرع وإنی أتکشف: : الخ (کتاب المرض باب عبادۃ المغمی علیہ /4) کی وہی تاویل کرتے ہوں گے جو صرح من الجن کے منکرین کیا کرتے ہیں، مصنف رسالہ چوں کہ جن کے لگنے اور سوار ہونے کے قائل نہیں ہیں، اس لیے جن اتارنے کے کام کو شیطانی کام کہتے ہیں اور ثبوت و دلیل میں حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) کی یہ حدیث پیش کرتے ہیں: ''سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن النشرۃ؟ فقال: ہو من عمل الشیطان،، ابوداؤد کتاب الطب باب کیف الرقی، (3896 3897 3901)22-221. حالاں کہ حدیث میں ''نشرہ،، کا معنی جادو اتارنے کے منتر اور دم کے لیے بھی لیے گئے ہیں، اور ظاہر ہے کہ جن یا سحر کا اثر دور کرنے کے لیے جو شرکیہ اور کفریہ جھاڑ پھونک اور دم کیا جائے، وہ بہر حال شیطانی کام ہے۔ ہمارے نزدیک کسی پر جن کے سوار ہونے اور ایذا پہنچانے کا انکار صحیح نہیں ہے اور اس کے خلاف کوئی شرعی دلیل موجود نہیں ہے۔ یہ اور بات ہے کہ ہسٹیریا اور دماغ خلل کی بیماری کو یا بعض عورتوں کے مکر کو غلطی سے یہ سمجھ لیا جائے کہ یہ آسیب زدہ ہے۔

مصنف رسالہ پانی پر قرآنی آیات یا ادعیہ ماثورہ پڑھ کر دم کرنے اور پلانے کو ناجائز سمجھتے ہیں۔ چنانچہ عدم جواز کے ثبوت میں نہی عن النفخ فی الشراب والی حدیث پیش کی

ہے۔افسوس ہے کہ حدیث کا معنی مفہوم اورمصداق سمجھنے کی کوشش نہیں فرمائی گی۔ حدیث میں نفخ فی الشراب یافی الاناء کے ساتھ تنفس فی الاناء کی ممانعت بھی کی گئی ہے۔ حدیث مقصودکہ پانی پینے کے برتن میں جس پینے کی کوئی کی کوئی چیز ہوپیتے وقت نہ تو اس میں سانس لی جائے بلکہ برتن کومنہ سے الگ کرکے سانس لی جائے ،اورنہ ہی اس مشروب کوٹھنڈا کرنے کےلیے یا اس میں پڑی ہوئی کسی ہٹانے اوردورکرنے کےلیے برتن میں پھونکا جائے۔اس حدیث کوعلاج کی غرض سے کسی برتن کے مشروب پرآیات قرآنی یا ادعیہ ماثورہ پڑھ کردم کرنے سے کیا تعلق؟

مصنف رسالہ کسی پردم کرنے کی اجرت کوناجائز سمجھتے ہیں اورجولوگ اس پر اجرت دینے کے جواز کے قائل ہیں ،ان کی دلیل حدیث ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) جوبخاری شریف وغیرہ میں مروی ہے اس کی بے جا تاویل کرکے اڑانے کی کوشش کی ہے۔افسوس ہے کہ ان کوحدیث کا آخری مرفوع جملہ : ''ان الحق ما اخذتم علیہ اجرا کتاب اللہ،، یادنہ رہا۔جوقول مرفوع ہونے کی وجہ سے ایک طرح کا ضابطہ اورقانون ہے۔اسی بنا پرتمام ائمہ رقیہ پراجرت لینے کے جواز کے قائل ہیں ۔مصنف رسالہ نے اس سے زیادہ یہ غضب کیا ہے کہ خارجہ بن الصلت عن عمہ کی رویت کوجوابوداؤدوغیرہ میں مروی ہے ،یہ کہہ کراڑانے کی کوشش کی ہے کہ خارجہ ضعیف ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون حالاں کہ خارجہ بن الصلت مقبول راوی ہیں ۔ابن حبان نے ان کو اپنی ثقات میں ذکرکیا ہے اورکسی نے ان پر کوئی حرح نہیں کی ہے۔

ہمارے نزدیک جائز جھاڑپھونک پراجرت لینا جائز ہے۔مگراس کوذریعہ معاش بنانا اوراس کا کاروبارکرنا صحیح نہیں ہے واللہ علم۔

املاہ عبیداللہ المبارکفوری 17 5 1399ھ مکاتیب شیخ رحمانی بنام مولانا محمدامین اثری (ص: 118 121)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 1

صفحہ نمبر 35

محدث فتویٰ